ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 23 | ذو القعدة 1447 / مئی 2026

Pathway to Ilm

ذو القعدۃ کے مہینے اور اس کی اہمیت کے بارے میں جاننے کے لیے ہمارے نیوز لیٹر کے شمارہ نمبر 11 کو ہماری ویب سائٹ پر دیکھیں:
https://pathwaytoilm.info/newsletter-may-urdu/

دنیا سے بے رغبتی (زہد)

علقمہ بن مرثدؒ بیان کرتے ہیں کہ تابعین میں آٹھ حضرات ایسے گزرے ہیں جنہوں نے زہد (دنیا سے بے رغبتی) کے اعلیٰ ترین درجات حاصل کیے۔ انہی میں سے ایک بزرگ حضرت ابو مسلم خولانیؒ تھے، جن کی زندگی اس بات کی روشن مثال تھی کہ انسان اپنے دل کو دنیا کی غفلتوں سے کیسے محفوظ رکھتا ہے۔

ان کا معمول یہ تھا کہ وہ ایسی مجالس میں نہیں بیٹھتے تھے جہاں دنیا کی باتیں کی جاتی ہوں۔ اگر کبھی کسی مجلس میں بیٹھ جاتے اور گفتگو کا رخ مال و دولت یا دنیاوی معاملات کی طرف مڑجاتا تو خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے چلے جاتے۔

ایک مرتبہ وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید یہ اللہ جَلَّجَلَالَہٗ کے ذکر میں مشغول ہوں گے، چنانچہ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے: "میرا غلام اتنا مال کما کر آیا ہے"، اور دوسرا اپنے غلام کو کمانے کے لیے بھیجنے کا ذکر کر رہا تھا۔

یہ سن کر حضرت ابو مسلمؒ کو سخت ملال ہوا، اور انہوں نے نہایت بلیغ انداز میں ان سے فرمایا:

"سبحان اللہ ! کیا تمہیں اپنی اور میری مثال معلوم ہے؟ ہماری مثال اس شخص کی طرح ہے جو موسلادھار بارش میں پھنس جائے۔ بارش سے بچنے کے لیے وہ ایک گھر دیکھتا ہے اور اس میں پناہ لینے کی امید سے داخل ہوتا ہے، لیکن اندر جا کر دیکھتا ہے کہ اس کی چھت ہی نہیں، جو اسے بارش سے بچا سکے۔ میں بھی اسی شخص کی مانند ہوں۔ میں تمہاری مجلس میں اس امید سے آیا تھا کہ یہاں اللہ جَلَّجَلَالَہٗ کا ذکر ہوگا اور عبادت کی باتیں ہوں گی، مگر یہاں تو دنیا کی گفتگو ہو رہی ہے۔"

یہ واقعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ حقیقی زہد صرف دنیا کو چھوڑ دینے کا نام نہیں، بلکہ دل کی حفاظت کا نام ہے—اور ایسی صحبت اختیار کرنا جو انسان کو اللہ جَلَّجَلَالَہٗ کے قریب لے جائے۔

حوالہ: Rays of Radiance, Pages: 2465-246

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی 100 سنتیں

6
قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کی جائے۔

7
بیت الخلاء میں بات نہ کی جائے۔

8
پیشاب کے چھینٹوں سے خوب بچا جائے (اس میں لاپرواہی عذابِ قبر کا سبب بنتی ہے)۔

9
قضائے حاجت کے بعد پانی سے طہارت حاصل کی جائے۔

10
بیت الخلاء سے نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے باہر رکھا جائے۔

اسلام کا پھیلاؤ اور قریشِ مکہ کا ردِ عمل

جب قریش نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ اسلام قبول کر چکے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد بتدریج بڑھ رہی ہے تو ان کی تشویش میں اور اضافہ ہوگیا۔ مکہ کے بڑے سردار—ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور دیگر—جمع ہوئے تاکہ اس بڑھتے ہوئے اثر کا کوئی حل نکالا جائے۔ باہمی مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ عتبہ بن ربیعہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بطور نمائندہ بھیجا جائے۔

عتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ عرض کیا:

"اے محمد! آپ ہمارے معزز خاندان سے ہیں اور ہمارے درمیان بلند مقام رکھتے ہیں، مگر آپ نے ہماری قوم میں تفرقہ ڈال دیا، ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے آباء و اجداد کے طریقے کو غلط ٹھہرایا۔ اگر آپ کا مقصد مال ہے تو ہم اتنا مال جمع کر دیں گے کہ آپ ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اگر نکاح مقصود ہے تو جس عورت سے چاہیں آپ کا نکاح کرا دیں گے۔ اگر سرداری چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار مان لیں گے، اور اگر بادشاہی درکار ہے تو آپ کو اپنا بادشاہ بنا دیں گے۔ اور اگر کوئی بیماری لاحق ہے تو اس کا علاج بھی کروا دیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے پوری بات نہایت سکون اور تحمل سے سنی، درمیان میں کوئی مداخلت نہ کی۔ جب عتبہ خاموش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو الولید! کیا تمہاری بات مکمل ہوگئی؟" اس کے اثبات میں جواب دینے پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اب میری بات سنو۔"

آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ نہ مجھے مال کی طلب ہے، نہ منصب و اقتدار کی خواہش؛ بلکہ میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا رسول ہوں، اس کا پیغام لے کر آیا ہوں، خوشخبری بھی سناتا ہوں اور ڈراتا بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سورۃ حم السجدہ (فصلت) کی تلاوت شروع فرمائی۔

عتبہ پوری توجہ سے سنتا رہا، پیچھے کو جھک گیا اور کلامِ الٰہی کے اثر میں ڈوبتا چلا گیا۔ جب عذاب کی آیات آئیں تو اس پر خوف طاری ہوگیا، یہاں تک کہ گھبرا کر اس نے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا: "اللہ کے لیے، اللہ کے لیے! بس کیجیے!" اسے خوف تھا کہ کہیں قومِ عاد و ثمود جیسا عذاب نہ آ جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے تلاوت جاری رکھی یہاں تک کہ آیتِ سجدہ آئی، تو آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: "تم نے سن لیا جو سن لیا، اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

عتبہ واپس قریش کے پاس لوٹا، مگر وہ پہلے جیسا نہ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے آثار بدل چکے تھے، جو فوراً محسوس کر لیے گئے۔ ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ متاثر ہو چکا ہے۔ اس پر عتبہ نے دو ٹوک انداز میں کہا:

"اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام سنا ہے جیسا پہلے کبھی نہیں سنا۔ یہ نہ شاعری ہے، نہ جادو، نہ کہانت۔ اے لوگو! میری بات مان لو اور محمد ﷺ کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر عرب ان پر غالب آ گئے تو تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور اگر وہ غالب آ گئے تو ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی، ان کی کامیابی تمہاری کامیابی ہوگی۔"

مگر قریش نے اس مخلصانہ مشورے کو قبول نہ کیا، بلکہ الٹا اس پر جادو کے اثر کا الزام لگا دیا۔ اس کے باوجود عتبہ اپنے موقف پر قائم رہا، کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام انسانی کلام سے بالاتر ہے۔

ماخذ: محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ (ص: 69–67)

کیا آپ جانتے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے کاموں کی ابتداء دائیں جانب سے کرنا پسند تھا؟ اس بارے میں روایت ہے:

"نبی کریم ﷺ جب بھی کوئی کام کرتے تو حتی الامکان دائیں جانب سے آغاز فرماتے، چاہے وہ وضو ہو، جوتا پہننا ہو یا بال سنوارنا ہو۔" (صحیح البخاری: 5380)

یہ معمولی سا عمل درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پائی جانے والی باریکی، اہتمام اور شعوری طرزِ عمل کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے ہاں ہر کام مقصد کے ساتھ اور توجہ کے ساتھ انجام پاتا تھا — چھوٹی سے چھوٹی عادت بھی۔

آج کے دور میں جب اکثر کام بے دھیانی میں انجام پاتے ہیں، یہ سنت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ سادہ سے معمولات بھی نیت اور اتباعِ سنت کے ساتھ عبادت بن سکتے ہیں۔

ہمارے پہلے شائع شدہ مضامین اور نیوز لیٹر کے لئے ہماری ویب سائٹ پر تشریف لائیں اور مندرجہ ذیل لنک کو دبائیں:

www.pathwaytoilm.info